

فیوض الحرمین

مع ترجمہ اردو

سعادت کونین

قسط: ۳

تصنیف لطیف: شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ

پھر اس تدلی کی ایک موج اس
 نفس کے شرجہ میں داخل ہوتی ہے تو
 نفس اللہ کی معرفت سے بھر جاتا وہ موج
 اس تدلی کی طرف عود کرتی ہے پھر مستحق
 ہوتی ہے اس تدلی کے اس چیز کی طرف
 کہ قریب سے ان نفوس بشریہ کے جو
 اجسام میں ہے اور آمادہ کرتی ہے عالم
 نفوس بشریہ پر معرفت کا افاضہ کرنے کی
 تقریب کے واسطے ایک تدلی جو عود
 کرے اور اسی طرح متراکم ہوتے ہیں
 انوار ملاء اعلیٰ کے اور بڑھتے جاتے ہیں
 اعداد ان کے بعضے قریب اعلیٰ کے اور
 بعضے اسفل کے اور بعضے ان دونوں کے
 درمیاں یہاں تک کہ پر ہو جاتا جو ہے جو
 ان نفوس کے زمین اور معرفت آسمان کی
 بیچ میں ہے اور اسی واسطے کاملین کی
 معرفت آخر زمانہ میں پہلے سے زیادہ سرچ

التدلی فیدخل موج من هذا التدلی
 فی شرجة هذه النفس فیمتلی
 النفس بمعرفة الله ثم یعود
 الموج الی هذا التدلی فیتحقق
 لهذا التدلی تدلی آخر
 الی ما یلی النفوس البشریة
 المحبوسة فی اجسادها ویعد
 العالم لتقرب افاضة المعرفة
 علی تلك النفوس وهکذا تتراکم
 انوار الملاء الاعلی وتتراید
 اعدادها بعضها یلی الاعلی
 وبعضها الاسفل وبعضها بین
 هذا وذاک حتی امتلاء الجو
 الذی بین ارض هذه النفوس و بین
 سماء تلك المعرفة فلذلک
 یکون معرفتهم فی آخر الزمان
 اسرع ما یکون واصرح ما یکون

اور مصرح ہوتی ہے اور اس دقیقہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ فرمایا ہے: جس وقت زمانہ قیامت قریب تو موسن کے خواب جھوٹے نہ ہوں گے اور اسی طرح طبیعت عرشیہ میں علوم ارتفاقات انسانیہ موضوع ہیں نہ ارتفاقات ہر نوع بلکہ احکام جمیع نفوس بس جو کوئی استخراج ارتفاقات میں کامل و فائق ہوا اس نے یہیں سے فیض پایا اور جب یہ فیض اس کے قلب میں راسخ ہو گیا پھر عود کیا اپنے منبع کی طرف تو ظاہر ہوا واسطے اس طبیعت کے بموجب اس کمال کی تدلی طرف تمام نفوس بشریہ کے اور آسان ہو گیا ان علوم کا منتش ہونا پھر جب مرتا ہے وہ کامل و فائق تو گم نہیں ہوتا وہ اور نہ اس کا کمال و فضل اور نہ وہ شرجہ بلکہ سب بحال خود رہتے ہیں اور ان نفوس کے بعض افراد معد ہوتے ہیں بعض کے واسطے اور اس کی نسبت شخص واحد کے ساتھ طبیعت انسانیہ میں جو متجد فی المثال ہے ایسی ہے جیسے نسبت قوی اور صور خیالیہ کی اور جیسے مقدمات فکر یہ معد ہوتے ہیں فیضان نتیجہ کے

والی هذه الدقيقة اشار النبي صلى الله عليه وسلم حيث قال إذا اقترب الزمان لم يكذب رؤيا المؤمن يخطئ أي إذا اقترب من القيامة وكذلك في الطبيعة العرشية علوم الارتفاقات الانسانية موضوعة بل ارتفاقات كل نوع بل احكام جميع النفوس والانواع فكل من برع في استخراج الارتفاقات انما استمطر الجود عما هنالك واذا ارتسخ هذا الفيض في قلب ثم عاد الى منبعه ظهر لتلك الطبيعة بحسب هذا الكمال تدلياً الى سائر النفوس البشرية وسهل انطاع تلك العلوم واذا مات هذا البارع لا يفقد هو ولا ابراعته ولا هذه الشرجة بل كل ذلك بحاله وافراد هذه النفوس يعد بعضها لبعض ونسبتها في الطبيعة انسانية المتجسدة في المثال بشخص واحد كنسبت القوى والصور الخيالية فكما ان المقدمات الفكرية تعد لفيضان

النتیجة فكذلك النفوس الزكية تعد لمن كان ساعر الناس وهذا المعرفة معاني قولنا في القصيدة اللامية شهدت تدوير الوجود جميعها تدور كما دار الرحي المتماثل مشاهد أخرى على الاجمال ما توجهت قبل قبره عليه الصلوة والسلام الا ورايته حاضرا تطاها اما بان اتفح بضر روحى فرايته على ما هو واما ان تاثرت نفسى منه تاثرا فكان ذلك الاثر حاكيا عنه فيوما توجهت اليه ونفسى ملائى من الشوق الى ظهور حقيقة ما خصصت به من معارف مراتب الجود واستنباط معارف الشرايع من قبل تفتيش حال النفوس فلصقت نفسى بنفسه عليه الصلوة والسلام وامتلات ابتهاجا بتلك العلوم وثلجاً بها ويوما افیض على نظر الحق فانه شئ خُصَّص به النبى صلى الله عليه

واسطے اسی طرح نفوس زکیہ سعد ہوتی ہیں تمام آدمیوں کی پاکی و صافائی کے واسطے اور یہ معرفت معانی میں سے ایک معانی ہے جو قصیدہ لاسیہ میں ہے اور وہ یہ ہے۔
شہدت تدویر الوجود جمیعہا تدور
کما دار البرح المتماثل
مشاہد آخری علی الاجمال میں جب متوجہ ہوا و رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو آپ کو حاضر ظاہر دیکھا یا یہ کہ میری روح کی آنکھ کھل گئی ہے تو آپ کو دیکھا ہے جیسے آپ ہیں اور یا میرا نفس متاثر ہوا ہے اس سے اور یہ اثر حاکی ہے آپ کا سو ایک روز میں متوجہ ہوا آپ کی طرف در حالیکہ میرا نفس شوق سے بھرا ہوا تھا ظہور حقیقت اس شے سے جس سے میں خاص ہوا یعنی معارف مراتب اور استنباط معارف فرائع قسم دریافت حاصل نفوس سے تو میرا نفس آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک نفس سے قریب اور ان علموں کی خوشی اور سرور سے پُر ہو گیا اور ایک روز مجھ پر افاضہ ہوئی نظر حق وہ ایک شے ہے جس سے خصوصیت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کو کل نبیوں سے نسبت اس ہیکل
تدلی کے جو ہم بیان کر چکے ہیں اور اس کا
خاص ہونا اور ان کا منتقل ہونا ناسوت کی
طرف ان کے منتقل ہونے کے ساتھ تو
میں بہت شدت سے متوجہ ہوا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو میرے
نفس میں منطبع ہوا لون اس نظر کا تو پہچانا
میں نے کہ گویا میرے نفس پر اللہ تبارک
و تعالیٰ نظر کر رہا ہے اور یقین کیا میں نے
کہ اس نظر کے خواص میں سے ہے کہ
ایسا شخص جس مکان میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر
کرے تو اس کی پیروی کرتے ہیں سب
آسمان اور زمینیں خصوصاً اجزاء میں کے
نیچے تک اور اجزاء ہوا کے ساتویں آسمان
تک بلکہ عرش تک اور وہ جب قرار پکڑے
تو قطب ہو جاتا ہے اور میں نے دریافت
کیا کہ یہ منطبع ہونا اور انطباعات جیسا نہیں
ہے بلکہ داخل ہے جو ہر روح و طبیعت و
نفس میں اور ایک روز میری طرف ایک
ایسا نور ظاہر ہوا جیسا صورت اہل ملاء سافل
کے اور میں نے اسے دیکھا کہ روضہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چشمہ کی
مانند شدت سے جوش کر رہا ہے۔ مشہد آخر

وسلم من الانبياء لما بيننا من
هيكل التدلى واختصاصه
وانتقاله بانتقاله الى الناسوت
فتوجهت اليه اشد توجه فانطبع
لون هذا النظر في نفسي معرفت
حينئذ نفسي كانها ينظر اليها
الله تبارك وتعالى وبقنت ان من
خواص هذا النظر ان هذا الرجل
لا يجلس في مكان يذكر فيه ربه
الا تبعته السموات والارضون
لاسيما اجزاء الارض الى
السفلى واجزاء الجوّ الى
السماء السابعة بل العرش وانه
اذا استمكن من الرجل صار
قطبا وفطنت عند الافاضة انه
ليس انطبعا كهيئة الانطباعات
بل دخل في جوهر الروح وديدن
النفس ويوما تبدّ الى النور كهيئة
اهل الملاء السافل ورايته ينبع
من قبره صلى الله عليه وسلم
ينبوعاً ثجاجاً مشهد آخر

ایک روز میں نماز چاشت پڑھ رہا تھا نماز گاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں درمیان منبر شریف اور روضہ مقدس کے کہ یکایک ایک اسرار نے تجلی کی مجھ پر کہ اس کی اصل کو کعبہ شریف کی حقیقت سے میں نے استفادہ کیا اور وہ قریب ملاء اعلیٰ کا اور اصل سب عبادتوں کی اس وقت مجھے دریافت ہوئی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آیت شریف سے جو آپ نے فرمائی۔ (۱) السجود فاجتهد فی الدعا اور جو آپ نے فرمایا ہے بعض صحابہ سے۔ اعنی (۲) علی نفک بکثرت السجود پس یہ قرب حاصل نہیں ہوتا مگر ساتھ دعا کے اور تضرع اور زاری اور الحاح اور نظراح کے آگے اپنے مولا کے روبرو سر جھکانے اور اس کے دروازہ پر ناک رگڑنے اور اس کا آستانہ پکڑنے سے اور نہیں حاصل ہوتا جب تک سجدہ میں دعا کرنے کی کوشش نہ کرے اس واسطے کہ سجدہ اس قرب کا کالبد ہے اور ہر کالبد کے واسطے اس کی حقیقت کی طرف ایک شاہراہ ہے اس کو جوہر سے اور رحمت مستور ہوتی ہے انسان کی طرف اور

بینما انا اُصلی سبحة الضحی فی مصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المنبر والقبر اذ تجلی الی السّر الذی استفدت اصله من حقیقة الکعبة وهو قرب الملاء الاعلیٰ ومخ العبادۃ ففطنت حینئذ مراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قوله اما السجود فاجتهدوا فی الدعاء وقوله لبعض اصحابه اعنی علی نفسک بکثرة السجود فهذا القرب لا يحصل الا بالدعاء وتضرعا والحاحا بین یدی المولی وتزائلا علی بابہ واعتصاما باعتابه ولا يحصل حتی یجتهد فی الدعاء فی السجدة لان السجود شیع لهذا القرب ولكل شیع الی حقیقته شارع من جوهره والرحمة العامة اذا توجهت الی البشر

ان پر افاضہ کا ارادہ کرتی ہے تو اس کی خوشبوؤں کا پیش آنا اور اس کی حلول کا ممکن ہونا اور اس کی تحقیق کا آمادہ ہونا مدد ہو جاتا ہے اس رحمت کا اور اس کی مراد کے پورا ہونے کا سبب اور چونکہ سجدہ بہت قریب تھا نفحات رحمت کے پیش آنے کا اس واسطے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے کثرت سجدہ کے خصوصاً اور مجھ پر ظاہر ہوئی حقیقت اس حدیث شریف کی جواب آپ نے فرمائی ہے حل (۳) تضارون فی القمر لیلة لبدر قالوا الا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس تغلبن علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس والصلوٰۃ قبل غروبھا۔ اور وہ حقیقت ہے کہ قیامت کے دن جو تدلی جلوہ کرے گی وہ وہی ہے جو نمازی کے سامنے نماز پڑھنے کے وقت ہوتی ہے اور وہ وہی ہے جو نماز میں مقاسم اور مجاوب ہوتی ہے بندہ کی لیکن پردہ بدن انسان کو روح کی آنکھ سے دیکھنے نہیں دیتا اور روح کی آنکھ بدن کی آنکھ پر غالب نہیں آتی تو جب قیامت کا روز ہوگا اور پردہ اٹھ جائے گا تو روح کی آنکھ مستقل ہو جائے گی اور جسم کی آنکھ

وارادت الافاضۃ علیہم کان التعرض لنفحاتها والتمکن لحلولها والنهی لتحقيقها اعانة لها تتمیماً لمرادھا ولما کان السجود اقرب حال الی التعرض لنفحات الرحمة امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم باکثارہ خاصة فهو ان حقیقة قوله هل تضارون فی القمر لیلة البدر قالوا لا قال فکذلک ترون ربکم فلا تغلبن علی صلوٰۃ قبل طلوع الشمس وصلوٰۃ قبل غروبھا وہی اع التدلی المتجلی يوم القيمة هو الذی یکون قبل وجه المصلی اذا صلی وهو الذی یقاصم العبد فی الصلوٰۃ ویجاده لکن جلاب البدن یمنع الناس ان یرصره ببصر الروح وان یغلب هذه البصر بصر الجسد فاذا کان يوم القيامة وكشف الجباب استقل بصر الروح واستتبع بصر الجسد

پچھے رہ جائے گی اور عالم آخرت بتایا ہر
نشاء دنیا کا اور کچھ فرق نہیں روح کی آنکھ
سے دیکھنے میں جو دنیا میں سب کو حاصل
ہو جاتی ہے اور عاقبت میں عام مسلمان
دیکھیں گے مگر پردہ کی آنکھ اٹھ جانے سے
پھر میں نے دیکھا ہر آیت اور ہر حدیث
شریف کو اسرار کا ایک دریائے موانج کہ
اگر ان میں سے ایک سر بھی لکھا جائے تو
بست جلدوں میں نہ آسکے اور میں نے
دیکھے اسرار خفیہ جو اشارات قرآن
شریف اور حدیث شریف میں محفوظ ہیں
اور میں کمال متعجب ہوا پھر اس کے بعد
جلوہ گر ہوئی مجھ پر تدلی اعظم اس کو میں
نے دیکھا کہ اس کی حد ہی نہیں ہی اور میں
اپنے نفس کو دیکھا غیر متناہی اور میں نے
معلوم کیا اپنے تئیں کہ ایک غیر متناہی
مقابل ہے غیر متناہی کے میں وہ سب
نگل گیا ایک وزہ بھر بھی نہ چھوڑا پھر میں
رجوع ہوا اپنے نفس کی طرف اور متحیر ہوا
اس کی عظمت اور بزرگی کی وسعت سے
پھر وہ تدلی اعظم مجھے پوشیدہ ہو گئی تو اس
وقت میں نور سے بھرا ہوا تھا جو میرے
اوپر اور نیچے اور میرے دائیں اور بائیں

ولیس نشاة الاخری الا من
بقایا نشاة الدنيا ولا فرق بین
الروية ببصر الروح التي برزقها
الافراد فی هذه الدار و بین
الاکرویة التي تعم المسلمین الا
بطرح الجلباب ثم رایت کل آية
وکل حدیث بحرا مواجا فیہ من
الاسرار ما لو کتبت شرح سر
واحد منها فی مجلدات لما
احاطته و رایت الاسرار الخفیة
مبتذلة فی اشارات القرآن والسنة
فقضیت العجب کل العجب
فتجلی لی عقیب ذلک التدلی
الاعظم فرایتہ غیر متناہی
الارجا و رایت نفسی غیر متناہیة
ورایتنی قابلت غیر المتناہی
بغیر المتناہی فابتلعتہ کلہ لم
اغادر منه مقدار ذرة فرجعت
الی نفسی وتحیرت من عظمتها
وکبرها سويعة ثم سری عنی فاذا
انا ملان من النور یذر علی من
فوقی ومن تحتی وعن یمینی

سے پڑ رہا تھا میں نے اسے دیکھا کہ میرے قلب اور میرے آنکھوں اور میرے ہاتھوں سے بلکہ تمام اعضا سے نکل رہا تھا اور یہ اُس مشہد کے آخر میں تھا۔ مشہد آخر غائب ہو گئی مجھ سے ہیکل مٹائی اور جلوہ گر ہوئی مجھ پر حقیقت روح مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک اور مجرد ان لباسوں سے جو پہنے تھے یہاں تک کہ بعضے اجزاء نمہ بھی اور میں نے اس وقت پایا اس کو جیسے کہ پایا تھا پہلے بعضے ارواح اولیاء مستدین کو پھر میری روح سے پیدا ہوئی ایک صورت مجردہ اس کی شکل کی اور میں نے مشاہدہ کیا انجذاب و بلندی کو اس قدر کہ زبان اس کی وصف پر قادر نہیں۔ مشہد آخر استفادہ کیا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہ وسیع ہو گیا میرا نفس یہاں تک کہ لاحق ہوا میں آپ کی اس وراثت سے تدلی اعظم کی برزہ مثالیہ کو جو منتقل ہوا ساتھ آپ کے منتقل ہونے کے طرف ناسوت کے اور میں منتقل ہو گیا اور پہنچا اور مخلوط ہو گیا اس برزہ سے ایسا کہ تودیکھے

وعن شمالی بل رایتہ ینبع من قلبی وعینی. ویدی وسانر جوارحی وجونحی فکان هذا آخر هذا المشهد مشهد آخر غاب عنی الهيكل المثالی وتجلی حقيقة روحه صلی اللہ علیہ وسلم متجردة عن الالبسة التي كانت لبسها حتی بعض اجزاء النسمة ووجدتها حينئذ كما كنت وجدت بعض ارواح الاولیاء المتقدمین جدا ففتح من روحي صورة متجردة علی شاکلتها وشاهدت من الانجذاب والشموخ ما لا یقدر اللسان علی وصفه مشهد آخر استفدت من صلی اللہ علیہ وسلم ان اتسعت نفسی حتی لحقت بوراثته بالبرزة المثالیة للتدلی الاعظم التي انتقلت الی الناسوت مع انتقاله صلی اللہ علیہ وسلم الیه واتصلت بها وافضیت الیهَا وخالطتها ورايتنی

میں ایک کالبد ہوں دو کالبدوں میں سے کہ ایک ان میں کا اتم اور اعم قریب بھی حضرت وجود خارجی سے اور دوسری کی پہلے سے ایسی نسبت ہے جیسے تخریج کرنے والے مذاہب کے صاحب مذاہب سے کہ وہ قریب ہے، حضرت وجود علی کے اور اس وقت میرا نام رکھا گیا زکی اور آخر نقاط العلم اور اس وقت میں نے جانا کہ جو مخلوط ہوا اس بزرہ سے اور تنپے اسے جیسا کہ میں مخلوط ہوا اور فائز ہوا یعنی داخل ہو گیا اس کی جوہر روح میں مانند داخل ہونے یا داشت کے جوہر نفس میں اس طرح پر کہ کھل جاتا ہے وہ نقطہ جس پر انسان ممول ہوا ہے پس اس مقام کے شعبے میں سے مجددیت اور وصایت اور قطبیت اور ظریفیت کی امانت ہے اور حاصل ہوتی ہے یہ بات کہ ہو جاوے کلمہ باقیہ اپنے بعد اور اسرار عمیق ہے پس غور کر اس کو۔ مشہد آخر میں استادہ ہمارو برور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور سلام عرض کیا اور کمال عاجزی سے آپ کے حضور کے ہاتھ پھیلائے اور اپنی

شبعًا لها من الشبحين احدهما الاتم الاعم القريب الى حضرت الوجود الخارجی والثانی نسبتہ الى الا ولا كنسبة مخرج المذهب الى صاحب المذاهب وهو قريب الى حضرت الموجود العلمی و سميت حينئذ بالزکی وبآخر نقاط العلم وعرف حينئذ ان من خالطها وافتنى اليها كما خالطت واوضت اى دخلت فى جوهر وحه كمثل دخول اليادداشت فى جوهر النفس بان نشرح البيضة التى جبل عليها الانسان به فمن شعب مقامه المجددية والوصاية والقطبية واماطة الطريق ان يكون كلمة باقية فى عقبه والسر عميق فتدبر مشهد آخر قمت بين يديه صلى الله عليه وسلم وسلمت عليه وتكففت متضرعا لديه الصفت روحى اليه فبرق

روح کو آپ سے ملا دیا اور آپ سے ایک نور چمکا کہ میری روح نے بہت اچھی طرح اس سے ملاقات کی ایک لمحہ بھر کے عرصہ میں یا اس کے قریب میں نے بہت تعجب کیا کہ کس قدر جلدی ملاقات کی اور اصلی و فرع و تمام اطراف کو محیط رہا ایک آن میں بلکہ آن سے بھی کم میں وہ نور ایک تجلی ہے اس جبل ممدود کی جس سے تمام عالم بندھا ہوا ہے پس میں نے دیکھا یہ تجلی آپ کے جوہر روح مبارک میں داخل ہے اور اصل اس جبل ممدود کی تدبیر واحد سے جو فائض ہے اس مبداء سے جس کی تفصیل تمام و عالم ہے اور فروغ اس جبل ممدود کی وہ تدبیرات تفصیلیہ میں جن سے عالم قائم ہے اور اسی سے ہر قلب محدث اور نبی مکرم کو حصہ ملا ہے واللہ اعلم۔

مشہد آخر مجھ کو سالک بنایا خود آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ نے میری تربیت فرمائی پس میں اویسی ہوں اور شاگرد ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بلا واسطہ کسی کے اور یہ بات یوں ہے کہ آپ نے اپنی روح مکرمہ مجھے

منہ باریق وتلقیہ روحی اتم تلقی فی لمحۃ واحدہ واقرب من ذلک فتعجبیت من سرعتہ تلقیہا والاحاطۃ باصلہا وفرعہا وجمیع ارجاءہا فی آن واحد بل اقل من آن وذکر الباریق تجلی الجبل الممدود الذی شد بہ العالم بأسرہ فرایت ہذا التجلی دخل فی جوہر روحہ واصل ہذا الجبل الممدود التدبیر الواحد الفایض من المبداء الذی تفصیلۃ العالم بأسرہ وفروغہ التدبیرات التفصیلیۃ الئی بہا يقوم العالم وفطنت ان ہذا الجبل هو حقیقۃ الحقیقۃ المحمدیۃ وما من قطب محدث او بنی مکلم الا ولہ نصیب منہ واللہ اعلم مشاہد اُخری سلکتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسہ ورتانی بیدہ فاننا اویسیہ وتلمیذہ بلا واسطہ بینی وینہ ذلک انہ ارانی صلی اللہ علیہ وسلم روحہ

دکھائی اور اس سے مجھے عارف بنایا، کیونکہ معرفت مفیض کے افاضہ سے پہلے ہی میرے نزدیک آپ کی روح مکرمہ اعرف الاشیاء ہے، یہاں تک کہ محسوسات سے بھی پھر پہلے آپ کا اور وہ وہی ہے جس نے ظاہر کیا سلوک بتانا کہ افاضہ کی مجھ پر تجلیات حق سے ایک تجلی اور وہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک برزہ مثالیہ پس وہ تجلی میں نے اپنے جوہر روح میں قبول کی اور اس میں مستغرق ہو گیا اور فنا ہو گیا پھر میں مستحق ہوا اس سے اور باقی ہو گیا پھر افاضہ فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ ایک اور تجلی کہ وہ اصل اس برزہ مذکور کی ہے اور وہ ایک نقطہ مفرد اصل افعال حق کا ہے عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اور اصل ہے اللہ کی تدبیرات کا عالم میں اس کو بھی میں نے قبول کیا اور اس میں فنا ہوا اس سے باقی ہوا پھر افاضہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری بار نقطہ ذات کچھ رنگ جبروت کے ساتھ اس کو قبول کیا میں نے اور فانی اور باقی ہوا میں، پھر جو سہی بار افاضہ فرمایا نقطہ جو منعقد ہے، روحانیات میں اس سے

المکرمۃ فعرفنی بها اذ معرفۃ المفیض قبل الافاضۃ فعندی روحہ صلی اللہ علیہ وسلم اعرف الاشیاء حتی المحسوسات ثم کان اول تسلیکہ انہ افاض علیّ تجلیا من تجلیات الحق وهو الذی برز برزۃ مثالیۃ بوجودہ صلی اللہ علیہ وسلم فقبلت هذا التجلی بجوہر روحی واستغرقت فیہ وقنیت ثم تحققت بہ وبقیت ثم افاض ثانیاً تجلیاً آخر هو اصل هذه البرزۃ المذكورة وهی نقطة فردۃ جذر افعال الحق فی العالم واصل تدبیراته فیہ فقبلت ایضاً وفنیت فیہ وبقیت بہ ثم افاض ثالثاً نقطة الذات مع لون من الجبروت فقبلتها وفنیت وبقیت ثم افاض رابعاً نقطة منعقدة فی الروحانیات بها اندراج النہایۃ فی البدایۃ فقبلتها وفنیت وبقیت ثم عرف خامساً

نہایت کا اندراج ہدایت میں ہوتا ہے قبول کیا اور فنا اور بقا حاصل کی پھر پہنچوایا مجھ کو پانچویں دفعہ نقطہ احوالِ نسیم کا اور اس کی کیفیات جو مقابل میں اس نقطہ روحانیہ کے ہے گویا کہ وہ وہی ہے تو میں نے معلوم کیا جو حاصل کردہ، اُس کو قوی ہوتا شیر اس کی شاگرد پر اور وہ مشابہ ہے عزم اور جرات کے میری اس سے یہ مراد نہیں کہ عزم کسی شے کا یا جرات کسی شے پر بلکہ نفس عزم اور نفس جرات میری مراد ہے پس تمام ہو گیا صعود اور ہبوط اور یہ ایک سلوک مختصر ہے کہ مشابہ جذب کے ہے اور بہت مشابہ ہے انبیاءِ علیم السلام کے حال سے۔ مشہد آخر

عنایت کیا مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رستہ کی سلوک کی صورت بواسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے او باعث عطا کا ہوئی آپ کی روح کرم اور مجھ کو اطلاع دی اس شے کی حقیقت پر جو مجھ کو عنایت فرمائی، پس میں نے پہچانا جس قدر حق تھا اس کے پہچانے کا اور میں نے جانا کہ اس کی طریقہ فی السلوک کی ایک صورت ہے نہ عین اس کا اور عنقریب میں تم سے بیان کروں گا کچھ کچھ جو میں نے پہچانا واللہ رب العالمین۔

نقطۃ من احوال النسمة وکیفیاتها محاذیۃ لتلك نقطۃ الروحانية کانها هی ففطنت ان من امکن منها قوی علی التأثير فی التلمیذ وهی شیهة بالعزم والجرأة لا اقول عزم شی اوجرأة علی شی بیل نفس العزم والجرأة فتم الصعود والهبوط وهذا هو السلوک المختصر الذی یناسب الجذب وهو الاشبه بحال الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم مشہد آخر اعطانی اللہ سبحانہ شیعاً من طریقۃ فی السلوک بواسطۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویاشرت اعطاء روحہ الکریمۃ واطلعنی علی حقیقۃ هذا الشئ الذی اعطانی فعرفتها حق معرفتها وعرفت انه شیع منها لا عینہا وساحدثک ببعض ما عرفت والحمد للہ رب العلمین۔

بیان حقیقت الطريق جان لینا

چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں میں سے جس پر احسان کرنا چاہتا ہے تو اس کو عنایت کرتا ہے طریقہ سلوک کا اور کتنے ہی حارف یہ نکتہ جیسا چاہیے ویسا نہ سمجھے بسا اوقات اللہ تعالیٰ اس کو مطلع کرتا ہے ذکر و فکر پر کہ جس سے سالک فنا اور بقا کو پہنچ جاتا ہے اور کھنٹے لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو سلوک کا طریقہ عطا کیا اور وہ سالک اس قول میں اپنے گھمان کے موافق سمجھا ہے۔ مگر تحقیق یہ ہے کہ طریقت اس ذکر و فکر سے عبارت نہیں ہے بلکہ وہ ایسی حقیقت ہے جو ملاہ اعلیٰ میں منعقد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو حکم کرتا ہے آسمانوں پر سے تو وہ حکم نازل ہوتا ہے ملاہ اعلیٰ میں اور وہاں ٹھہرتا ہے پھر امر نازل ہوتا ہے اس کے موافق عالم ناسوت میں پس اللہ تعالیٰ کا ایک داعیہ ہے ملاہ اعلیٰ میں کہ ہمیشہ ناسوت میں اس کی صورت اور آشیانہ اور جائے ہے جب تک وہ موجود ہے اور جب منسوخ ہو جاتا ہے طریقہ اور جاتا رہتا ہے داعیہ تو نہیں نظر

بیان حقیقت الطريق

اعلم ان الله تعالى يمس على من يشاء من عباده الاولياء فيهبه طريقة من السلوك وكم من عارف قد عجز عن هذه النكتة على وجهها فریما اطلعه الله على اذكار و افكار يصل بها السالك الى الفناء والبقاء فيقول اعطاني ربی طريقة من السلوك وصدق فيما قال حسب ظنه ولكن التحقيق ان الطريقة ليست عبارة عن تلك الاذكار والافكار بل هي حقيقة منعقدة في الملاء الاعلى يقضى الله بها من فوق السموات فينزل المقضى في الملاء الاعلى فيتقرر هنالك ثم ينزل الامر على حسبه في الناسوت فالله تعالى داعية في الملاء الاعلى لا يزال في الناسوت تماثلها وكرها ومظنتها ما دامت موجودة فاذا

نسخت الطريقة واضمحلت
الداعية لم تر في الناس لها
تمثالا ووکرا ومظنة ولو اجتمع
اهل الارض جميعا على ان يعدموا
هذ الحافظ الذي فتنا انه و
کرلها وما زالوا يقتلون اهلها
وحفاظها لم يستطيعوا ان
يعدموه ما دامت الداعية موجودة
ولو اجتمع اهل الارض جميعا
على يقيموا عوجها ويصلحوا ما
فسد منها على حين فترتها
واضحلالها لم يستطيعوا ان
يقيموه حينئذ ومثلها كمثل نجوم
السماء لا تزال تطيع اشكالها
في الحياض والجواب ايا كان
ليس في قوى البشر ان يصدوا
المياه عز ذلك فتلك الداعية
هي الطريقة متى ما قضى بها الله
تعالى لعبد فقد قضى له
بالطريقة ثم تشرح هذه الحقيقة
المنعقدة وبيان اجرائها واركانها
لا يمكن الا لفطن شديد الفطنة

آتی لوگوں میں اس کی تمثال اور آشیانہ اور
جائے پس اگر تمام اہل زمین جس ہو کر
چاہیں کہ معدوم کر دیں اس نگہبان کو جو
ہم نے بیان کیا کہ آشیانہ اور جائے ہے
اس کی اور ہمیشہ اس کے اہل سے اور
نگہبانوں سے مقاتلہ کریں تو ہرگز نہیں
معدوم کر سکتے جب تک وہ داعیہ موجود
ہے اور اگر اہل زمین جمع ہو کر چاہیں کہ
اس طریقہ کی کجی کو سیدھا کر دیں اور اس
کے بگاڑ کو سنوار دیں تو سیدھا کرنے کا
اور سنوارنے کا اس وقت مقدور نہیں ہے
اور مثال اس کی ایسی ہے جیسے ستار
آسمان کے کہ ہمیشہ اُن کا عکس حوضوں
اور تالابوں میں پڑتا ہے کسی بشر کی قوت
ہی میں نہیں کہ پانی کو اس عکس سے
روکے بس وہ داعیہ الہی طریقہ ہے جب
تک حکم ہو اللہ تعالیٰ کا واسطے کسی بندہ کے
پھر تشریح اس حقیقت منعقدہ کی اور اس
حقیقت کی اجزاء اور اس کے ارکان کا
بیان ممکن نہیں مگر واسطے ذہین اور تیز فہم
کے اور وہ جو مجھے میرے رب نے سمجھایا
ہے وہ یہ ہے کہ آتی ہے آسمان اول
کے ذریعہ نقولین اور توسطات اور لباس اور

آسمان دوم سے قواعد منضبط پس وہ لکھی جاتی ہیں اور جانی جاتی ہیں اور نقل ہوتی چلی آتی ہیں بزرگوں کو بزرگوں سے اور توقیر پاتی ہیں ان سے سینے اور صیغے ان سے پر ہوتے ہیں اور آسمان سوم سے نون طبعی کہ وہ طبیعت ہو جاتا ہے اور اس کی طرف طبیعتیں مائل ہوتی ہیں اور لوگوں کی حمیت اُس سے جوش میں آتی ہے وہ اس کی حمایت اور مدد کرتی ہیں اور اس کے غیروں سے جگڑا کرتی ہیں اور اسے جان و مال و اولاد کی طرح دوست رکھتے ہیں اور آسمان چہارم سے غلبہ اور قوت و کنخیر کہ اس کے بڑے اور چھوٹے اور علماء اور امراء مسخر ہوتے ہیں اور آسمان پنجم سے مغلوب کرنا اور شدت کہ جو اس کا منکر ہو وہ بلا میں گرفتار ہو اور ملعون ہو اور عذاب میں آجائے گویا کہ ایک غیب سے اس کا مددگار ہے اور آسمان ششم سے ہدایت معظمہ کہ وہ سبب ہوتی ہے لوگوں کی ہدایت اور کمال حاصل کرنے کا اور آسمان ہفتم سے شرف دائمی کہ پتھر کی لکیر کہ نہیں مٹتی جب تک وہ پتھر کھڑے نہ ہو جائے پس یہ سات رکن ہیں

وہاک ما فہنی ربی یجیی من مدد السماء الاولی نقول وتوسطات ورئی ومن السماء الثانية قواعد منضبطة فتکتب وتسطر وتعلم وتوثر کابرا عن کابر وتوقر بها الصدور وتملأ به الصحف ومن السماء الثالثة لون طبعی فتصیر طبیعة وتمیل الیها الطباع وتهیج لها حمية منهم فیحمونها وينصرونها ويناضلون دونها ويحبونها کحب الاموال والاولاد و الانفس ومن السماء الرابعة غلبة وقوة وتسخیر فیكون مسخرا لها اکابر الناس واعرضاهم علماءهم وامرائهم ومن السماء الخامسة نکابة وشدّة فلن تری منکرا لها الا وقد امتخر بالمحن واتبکی بالبلايا ولعن وعوقب کان من الغیب نالها ومن السماء السادسة هداية معظمة فیكون سببا لاهتدائهم ومثابة للناس الی لحمالهم ومن السماء السابعة

کہ ملا اعلیٰ میں آکر مل جاتے ہیں اور ان کا ایک جسم مستوی بن جاتا ہے پھر اس جسم میں تدلی اعظم سے ایک جذبہ پھونکا جاتا ہے کہ وہ بمنزلہ روح کے ہے اس جسم میں پس جو شخص کہ آراستہ ہو انی اذکار اور افکار سے اور اس لباس سے مزین ہو شامل ہوتی ہے اس کو رحمت الہی اور آتا ہے اس کو جذب اوپر اور نیچے اور دائیں اور بائیں سے اور وہاں سے جہاں اس کا گمان نہ ہو پھر اس طفل کی تربیت کرتے ہیں سادات ملا اعلیٰ اور اس کی خدمت کرتے ہیں ملا سافل پھر ہمیشہ اس کی شان بڑھتی جاتی ہے جب تک حکم الہی آئے تو پس یہ ہی طریقت ہے اور اسی پر قیاس کر لود مذہب فروع و اصول میں پھر جو شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے طریقت عطا کی یا مذہب عنایت کیا اور اسے یہ باتیں جو ہم نے بیان کیں نہ عنایت ہوئی ہوں وہ عاجز ہے طریقت کی معرفت سے جیسے اس کی حقیقت ہے اور ہر شخص کے واسطے اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوتا طریقت کا اللہ تعالیٰ کے پاس بیکار نہیں ہے کوئی چیز بلکہ اس کو اپنی

السرف الدائم الذی کالندب فی الحجر لایزول حتی تمرع اوصاله وتقطع اجزائه فهذه ارکان سبعة تلتم فی الملاء الاعلیٰ فیکون جسداً مسوی فیهم فینفخ من التدلی الاعظم جذب فیها بمنزلة الروح فی الجسد فمن تلبس بتلك الاذکار والافکار وتزین بذلك الری شملته الرحمة الالهية واتاه الجذب من فوقه ومن تحته ومن عن یمنه ومن عن شماله ومن حیث لا یحسب ثم یربی هذا الطفل سادات الملاء الاعلیٰ یخدمه الملاء السافل فلا یزال یتقرر امره ویزداد شأنه حتی یاتی امر الله علی ذلک فهذه الطريقة وقس علیه المذهب فی الفروع والاصول فکل من ادعی ان الله تعالیٰ اعطاه طريقة ومذهبا ولم یکن الذی اعطا کما وصفنا فقد عجز عن معرفة الامر علی ما هو علیه ثم لیس کل احد یقضى له بالطريقة ولیس

سرشت اور جبلت میں مبارک اور زکی ہے
اعداد افلاک اور کلاء اعلیٰ اور طلاء سافل
عندیت ہوتی ہے اور اس کی ایک رحمت
خاص ہے تدلی اعظم سے پس کتنے ہی
عارف عظیم المعرفة یا فانی باقی شدید الفناء
کامل البقا ہیں کہ مبارک وزکی نہیں ان کو
نہیں عطا ہوتی اور اسی طرح نہیں عنایت
ہوتی نگہبانی طریقت کی ہر شخص کو بلکہ ہر
امر کے واسطے ایک مرد پیدا کیا گیا ہے اور
اس کی جبلت میں وہ کام آسان کر دیا گیا
ہے لیکن اس صورت ظہور کا عالم ان
عوام متعارف کے علاوہ ہے کہ حقیقت
اس کی برکت فائضہ ہے اعراض و افعال
میں۔ مشہد آخر مجھ کو پہنچو ادا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب
میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت
موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنفیج
ہو بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے زمانہ
میں اور وہ ہے کہ مسئلہ میں اقوال ثلثہ
یعنی امام اعظم اور صاحبین میں سے جو
قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے پھر بعد اس

عند اللہ جراف ولا تخمین فی
شیء من الاشیاء بل انما یعطى
من جبل مبارکاً زکیاً فیہ امداد
الافلاک السبعة والملاء الاعلی
والسافل وله رحمة خاصة من
التدلی الاعظم فکم من عارف
عظیم العرفۃ اوفانی باقی شدید
الفناء سابغ البقاء لیس بمبارک
زکی فلا یعطاها وكذلك لا
یتعاطی حفظها کل احد بل لكل
امر رجل خلق له ویسرت جبلته
لذلک اما صورة ظہورها فنشأة
اخری وراء النشأت المتعارفة
حقیقہا بركة فائضة فی الاعراض
والافعال۔ مشہد آخر
عرفنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ان فی المذہب
الحنفی طریقة انیقة هی اوفق
الطرق بالسنة المعروفة التی
جمعت وتثبت فی زمان
البخاری واصحابہ وذلك ان
یؤخذ من اقوال الثلثة قول اقربهم

کے فقہاء حنفی جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ ان کی نفی کی ہے اور حدیثیں ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

مشہد آخر در میان منبر مکرم اور روضہ منورہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے جیسا کہ آیا ہے صحیح حدیث شریف میں سوانیت اس کی تو یہ ہے کہ ہم نے مشاہد کیا اس کا نور سب نوروں پر فائق ہے اور جو وہاں نماز پڑھتا ہے وہ دریائے نور میں مستغرق ہو جاتا ہے اگرچہ وہ التفات نہ کرے اور منیت یہ ہے کہ جب انسان محبوب ہو جاتا ہے یعنی اس کے جوہر روح میں یہ برزہ مثالیہ یا یہ نقطہ تدبیرہ داخل ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہو جاتا ہے اور ملا اعلیٰ کے واسطے ایک عروس جمیلین جاتا ہے تو جس مکان میں جاتا ہے ملا اعلیٰ کے ہمیں اس کے ساتھ منعقد اور متعلق ہو جاتے ہیں اور ملائکہ کی فوجیں اور

بہا فی المسئلة ثم بعد ذلک يتبعه اختبارات الفقهاء الحنفیین الذین کانوا من علماء الحديث فربما شئ سکت عنه الثلاثة فی الاصول وما تعرضون النفیة ودلت الاحادیث علیہ فلیس بد من اثباتہ والکل عذهب حنفی مشہد آخر ما بین قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم و منبرہ روضة من ریاض الجنة کما ورد فی الصحیح اما نية ذلک فما شاهدنا من الانوار الاربعة علی کل نور وان من صلی هنالک يستغرق فی بحر النور وان يلتفت واما النية فان الانسان اذا صار محبوبا ای دخل فی جوهر روحه هذه البرزة المثالية او هذه النقطة التدبیرية فكان منظورا للحق والملاء الاعلی عروسا جمیلا فکل مکان حل فیہ انعقدت وتعلقت به هم الملاء الاعلی وانساق الیه افواج

انوار کی موتیں اس کی طرف چلی آتی ہیں خصوصاً جب اُس کی ہمت متعلق ہو اس مکان معظم کی طرف اور جو عارف کامل معرفت و حال میں ہوتا ہے اس کی ہمت میں نظر حق نفوذ کرتی ہے اور جو علاقہ رکھتی ہے اس کے اہل اور مال اور گھر اور محل اور نسب اور قرابت اور یاروں کے ساتھ شامل ہوتی ہے مال اور برو وغیرہ کو اور اصلاح کرتی ہے اور اسی سے کھلا اور غیر کھلا کسرتیں متمیز ہوتی ہیں۔ مشہد

آخر میں نے اجازت چاہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رد کرنے کی جو علماء حرمین نے بعض صوفیوں پر اعتراض کئے ہیں تو مجھ کو اجازت نہ دی اور میں نے رہنا کہ علمائے عالمین جن کا علم موافق ہے مشتغلین تصفیہ سے اور نشر علم و دین کرتے ہیں آپ کے بہت قریب ہیں اور آپ کو عزیز ہیں اور آپ کے محبوب ہیں ان صوفیوں سے اگرچہ وہ اہل فنا اور بقاء اور جذبہ جو ظہور کرے نفس ناقط سے اور توحید وغیرہ میں سے ہوں جو صوفیہ کے نزدیک عالی مقامات میں سے ہیں

الملائكة وامواج النور لاسيما اذا كانت همته تعلقت بهذا المكان والعارف الكامل معرفة وحالا له همته يحل فيها نظر الحق يتعلق باهله وماله وبيته ونسبه وقرابته واصحابه يشمل المال والجاه وغيرها ويصلحها فمن ذلك تميزت مائر الكل من مائر غيرهم مشهد آخر استاذنته صلى الله عليه وسلم في رد ما اورده علماء الحرمين على بعض الصوفية فلم يأذن لي ورايت العلماء العالمين وفق علمهم المشتغلين بنوع من التصفية الناشرين للعلم والدين ب اليه واكرم واحب عنده من هولاء الصوفية وان كانوا اهل الفناء والبقاء والجذب الناشي من صميم النفس الناطقة والتوحيد وغير ذلك من المقامات الشامخة عند الصوفية

بیان اس نبی کا یہ ہے کہ یہاں دو طریقے
ہیں ایک طریقہ تو یہ ہے کہ خلقت کی
طرف منتقل ہوا انتقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بالوسائط اور وہ راجع ہے
طرف تہذیب جو ارجح کی عبادت ہے اور
قوائے نفسانیہ کے ذکر اور تزکیہ اور حب اللہ اور
حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور لوگوں
کی تہذیب کرتی نشر علم اور امر معروف
ونہی منکر سے اور لوگوں کے نفع
رسانی میں کوشش کرنے سے اور جو
ان مذکورات کی مناسب ہو اور دوسرا
طریق یہ کہ اللہ اور اس کے بندے میں
ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایجاد کیا
وہ اس نے پایا اور جو افاضہ کیا اس کو
پہنچا اور اس میں اصلاح واسطہ نہیں ہے جس
نے سلوک کیا اس طریقہ کا اس کا حال یہ
ہے کہ وہ شخص متنبہ ہوا حقیقت انا سے اور
اس تنبہ کے ضمن میں حق سے اور اس
سے متنبہ ہوئی فنا اور بقا اور جذب اور
توحید وغیرہ اور ہماری گفتگو دوسرے
طریقہ میں ہے کہ یہ طریقہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عالی نہیں اور نہ
مرغوب ہے آپ کے اس واسطے کہ

بیان هذا المجلد ان هنا
طريقتين طريقة انتقلت الى الخلق
بانتقاله صلى الله عليه وسلم
وهي بالوسائط وهي ترجع الى
تهذيب الجوارح و بالطاعات
والقوى النفسانية بالذكر والتزكية
وحب الله والنبى صلى الله عليه
وسلم الى تهذيب الناس نشر
للعلم وامر بالمعروف ونهى عن
المنكر وسعيها فيما ينفع الناس
عامه وما يناسب هذه المذكورات
وطريقة بين الله وبين عبده من
حيث اوجده فوجد وفاضه ففاض
وليس في هذه واسطه اصلا ومن
سلک في هذه فانما شابه ان
يتنبه بحقيقة انا ويتنبه في ضمن
هذا التنبيه بالحق وينشعب من
ذلك الفناء والبقاء والجذب
والتوحيد وغيرها وكلا من في
الطريقة الثانية انها ليست عند
النبى صلى الله عليه وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عنوان میں فیضان طریقہ اول کے اور اللہ نے آپ کو گردانا ہے آشیانہ اپنی عنایت کا اس طریقہ کے افاضہ اور اس کے ظہور کے واسطے جائے مقرر کی ہے اور اشیاء آپس میں فضیلت رکھتے ہیں ایک وجہ سے نہ دوسری وجہ سے اگر تو اعتبار کرے اُس شے کا کہ ظرف وجود عام میں ہے ایسا کہ سب جہات کو محیط ہو کسی کو نہ چھوڑیں تو حاصل ہوں گی ایسی وجہیں کہ جس سے تغافل واقع ہو اور ہوگا فضل دائر انہیں اور منافست منقسم ہوگی ان میں اور اگر تو اعتبار کرے اس کو مصناف سبب واحد کی طرف تو ایک وجہ سے فضل جاتا رہے گا اور دوسری وجہ سے باقی رہے گا اور احد الاشیاء کو فضل اصلاً نہ پہنچے گا ہاں یہ بات ہے کہ جب منتقل ہوتا ہے یہ نور طرف ناسوت کی تو دونوں طریقوں سے سالکوں کو نفع ہوتا ہے اہل جذب پر تو انفسار تنبیہ اجمالی کا ہوا بسبب اس نور کے تو ان پر کھل گئیں معرفتیں اور اسی سبب تم دیکھتے ہو عارفوں کو کہ اپنی معرفتیں کتاب اور سنت سے مطعون و خلاف رکھتے ہیں

بمنوٰۃ ولا مرغوبۃ لانه علیہ الصلوۃ والسلام عنوان فیضان الطریقۃ الاولی وجعلہ اللہ فی الخلق وکرا لعنایتہ بافاضتہا ومظنۃ لظہورہا والاشیاء یتفاضل فیما بینہا بوجہ دون وجہ ان اعتبارتہا بما ہی فی ظرف الوجود العام الذی لا یغادر جہۃ الا احطاھا حصلت تلک الوجوہ التی یقع بہا التفاضل وکان الفضل دائراً فیہا والمنافسة منقسمۃ بینہا وان اعتبارتہا مضافۃ الی سبب واحد ضمحل الفضل من وجہ وبقی من وجہ فکان احد الاشیاء عدیۃ الفضل اصلاً نعم لما انتقل هذا النور الی الناسوت انتفع السالکون بکلی الطریقتین اہل الجذب بانفسار التنبۃ الاجمالی علیہم بسبب هذا النور فانشرحت علیہم المعارف ولذلک تری العرفاء ینقدح معارفہم من

اور اہل سلوک اس نور سے تفرع کرتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور اس نور میں مندرج ہوتے ہیں اور اس سے قوام پاتے ہیں پس غور کرو کیونکہ یہ مسئلہ دقیق ہے۔ مشہد آخر کیا تم جانتے ہو کہ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس لئے افضل ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے باوجودیکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس امت میں اول صوفی اور اول مجذوب اور اول عارف ہیں اور یہ سب کمالات اور میں نہیں مگر قلیل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں نے یہ مسئلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا تو مجھ پر ظاہر ہوا کہ فضل کلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک وہ ہے کہ راجع ہو طرف امر نبوت کے اور پورا پورا جیسے اشاعت علم کی اور لوگوں کی تسخیر دین کی طرف اور جو اُس کے مناسب ہو اور جو فضل کہ راجع ہو ولایت کی طرف جیسے جذب و فنا تو وہ فضل جزئی ہے اور ایک وجہ سے ضعیف ہے اور شیخین رضی اللہ عنہما اول قسم کے ساتھ مخصوص تھے

الکتاب والسنة اهل السلوك
باجهاشهم الى هذا النور
واندراجهم فيه وتقويمهم به فتدبر
فان المسئلة دقيقة مشهد
آخر هل تعرف لم كان الشيخان
رضى الله عنهما افضل من على
كرم الله وجهه مع انه اهل صوفي
واول مجذوب واول عارف في
هذه الامة ولا ترى هذه الكمالات
في غيره الا قليلا من قبل
التطفل على النبي صلى الله
عليه وسلم تبينت هذه المسئلة
على النبي صلى الله عليه وسلم
فاظهر لي وذلك ان الفضل
الكلي عند النبي صلى الله عليه
وسلم ما يرجع الى تمام امر
النبوة كاشاعة العلم وتسخير
الناس على الدين وما يناسبه
واما الفضل الراجع الى الاولايه
كالجذب والفناء فليس الا فضلا
جزئيا من وجه ضعيف والشيخان

یہاں تک کہ میں ان کو دیکھتا ہوں بمنزله
 فوارہ کے کہ اس میں سے پانی نکل رہا ہے
 توجو عنایت اللہ تعالیٰ کی نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم پر ہوئی بعینہ وہ حضرات شیخین رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما میں ظاہر ہوئی بس آپ
 دونوں حضرات کمال کے اعتبار سے
 بمنزلہ ایک ایسے عرض کے ہیں جو
 جوہری کے ساتھ قائم اور اس کی تحقیق کو
 اتمام دینے والا ہے پس حضرت علی کرم
 اللہ وجہہ اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بہت قریب ہیں نسب میں جبلت
 اور فطرت محبوبہ میں حضرات شیخین رضی
 اللہ تعالیٰ عنہما سے اور جذب میں بہت
 قوی اور معرفت میں زیادہ مگر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم بحسب کمال نبوت حضرات
 شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف
 بہت مائل ہیں اور اسی باعث سے جو علماء
 معارف نبوت سے واقف ہیں ان کی
 تفصیل کرتے ہیں اور جو علماء معارف
 ولایت سے آگاہ ہیں وہ حضرت علی کرم
 اللہ وجہہ سے تفصیل کرتے ہیں اور اسی
 واسطے حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ
 عنہما کا مدفن بعینہ مدفن رسول اللہ صلی اللہ

کانا من المجردین للاول حتی
 انی اراهما بمنزلة فوارۃ ينبع
 منها الماء فالعناية التي حلت
 بالنبي صلى الله عليه وسلم
 ظهرت بعينها فيهما فهما
 بحسب كما لهما بمنزلة العرض
 الذي ليس هو الا قائما باجوهر
 ومتمما التحققه فعلى كرم الله
 وجهه وان كان اقرب اليه
 بحسب النسب والحيلة
 والفطرة المحبوبة منهما
 واقوى جذبا واشد معرفة لكن
 النبي صلى الله عليه وسلم
 بحسب كمال النبوة اميل اليهما
 ولذلك لم يزل العلماء الحملة
 لمعارف النبوة يفضلونهما ولم
 يزل العلماء الحملة لمعارف
 الولاية يفضلونه ولذلك كان
 مدفنهما بعينه مدفن النبي صلى
 الله عليه وسلم اكثر الاموار

علیہ وسلم کا ہے اور اکثر امور عادیہ کا سبب۔
معنوی ہے مانند اس کے جس کا اشارہ کیا
میں نے تم سے اور مانند گردانے حجرہ
مبارک کے مانع قبر تک پہنچنے سے اور یہ
سہرے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا جو آپ نے فرمایا ہے: اللهم لا تجعل

قبری وثنا یعبد من دونک۔ مشہد آخر
میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف اللہ تعالیٰ کی ایک نظر خاص ہے گویا
کہ وہ مراد ہے مثل لولاک لما خلقت الافلاک
سے مجھ کو اس نظر کا شوق ہوا اور مجھ کو
نہایت تعجب ہوا پس میں ملاصق ہو گیا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور طفیلی
بن گیا اور ہو گیا میں جیسے جوہر کے ساتھ
عرض پس اصرار کیا میں نے اس نظر کا اور
دریافت کیا کہ اُس کا اور ہو گیا میں اس کا
منظر اور آئینہ تو وہ ارادہ ظہور تھا اور یہ اس
لیے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ظہور
شان کا تو اس کو دوست رکھا اور اس کی
طرف نظر کی اور شان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایک مردِ واحد کی شان نہیں ہے
بلکہ ایک عالم ابتدا ہے جو صورت بشر پر

العادیۃ لها مبداء معنوی مثل
هذا الذی اشرت الیه ومثل جعل
الحجرۃ المانعۃ للوصول الی قبره
صلی اللہ علیہ وسلم وذلك سر
قوله علیہ الصلوۃ والسلام اللهم
لا تجعل قبری وثنا یعبد من
دونک مشہد آخر رایت للہ
سبحانہ بالنسبۃ الی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم نظرًا خاصًا کانہ
الذی یعنی من مثل لولاک لما
خلق افلاک فاشتقت الی تلک
النظرۃ واعجبتنی اشد عجب
فلصقت بہ صلی اللہ علیہ وسلم
وتطفلت علیہ وصرت کالعرض
بالنسبۃ الی الجوہر فسامت
تلک النظرۃ واکتھت کنھہا
وصرت منظرًا ومرئًیً لها فاذا
ہی ارادۃ الظہور وذلك لان
الحق اذا اراد ظہور شان احبہ
وانظر الیہ وشانہ صلی اللہ علیہ
وسلم لیس بشان رجل واحد بل
نشأۃ مبتدأۃ منبسطة علی ہیاکل

منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے
 وجہ موجودات پر تو گویا آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم غایت الغایات ہیں اور ظہور کے
 آخر نقاط ہیں اور ہر موج کی حرکت میں
 اس کی منتہا تک اور ہر سیل کو شوق ہے
 اپنے مبلغ تک پس غور کر کہ یہ باریک راز
 ہے۔ مشہد آخر میں نے دیکھا کہ
 حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
 شفاعت اور توصل ہے ان کو جو علماء
 محدث ہیں اور جو ان کی گنتی میں داخل
 ہیں اور علم حدیث شریعت اور حفظ
 حدیث شریعت ایک عروہ نعتی اور جبل
 ممدود ہے ایسی کہ کبھی منقطع نہ ہو پس تو
 ضرور لازم کر لے اپنے پر یہ کہ تو محدث ہو
 یا محدث کا طفیلی ہو ان دونوں باتوں کے
 سوا بہتری نہیں ہے جو میری رائے میں
 ہے واللہ اعلم بالصواب۔ مشہد آخر
 عارف جب کامل ہوتا ہے تو اس کی روح
 ملائکہ میں جا ملتی ہے اور وہاں ایک درگاہ
 عالی ہے ان کی ہمتیں وہاں پہنچ جاتی ہیں
 اور ان کے جسم وہاں نہیں پہنچتے وہاں اور
 وہ مرد واحد کی ہمت پر جس کی ہمت تدبیر

البشر والبشر نشاة منبسطة علی
 وجه الموجودات فکانہ صلی اللہ
 علیہ وسلم غایة الغایات و آخر
 نقاط الظهور ولكل موج حرکتہ
 الی منتہاء ولكل سیل شوق الی
 مبلغہ فتدبر فالسر دقیق
 مشہد آخر رأیت الشفع الیہ
 صلی اللہ علیہ وسلم والتوصل
 لیدیہ بعلماء الحدیث والدخول
 فی عدادہم وبعلم الحدیث حفظہ
 علی الناس عروۃ وثقی وجبلا
 ممدودا لا ینقطع فعیلک ان
 تکون محدثا او متطفلا علی
 محدث ولا خیر فیما سوی دینک
 فیما ارى واللہ اعلم بالصواب
 مشہد آخر العارف اذا کمل
 التصفت روحہ بالملاء الاعلی
 وھنالک حضرة عالیة شامخة
 ارتفعت ثم همهم ولم ترتفع ثم
 اجسادهم واولئک ثم علی ھمة
 رجل واحد راجعة الی تدبیر

وحدانی کی طرف راجع ہو اگرچہ اس ہمت کی تفصیلوں میں اختلاف ہے پھر مدلی کرتا ہے اس عالی درگاہ میں رب العالمین پس ڈھانک لیتا ہے اُن کو نور میں جس قدر ڈھانک لے اور ان کی ہمتیں چھپ جاتی ہیں اس انوار کی چمک میں یہاں تک کہ متمیز نہیں ہوتیں وہ ہمتیں اور نہ آپس میں متاثر ہوتی ہیں اور اگر میں اُن کے اس حال کے مثل بیان کروں تو دہمکا اور خانا ہو مجھ پر ہر نشیب و فراز سے کیونکہ امثال اشیا کی تفسیر نہیں کرتے ایک جت سے نہ دو سری جت سے اور وہ بمنزلہ ہیولی خضیہ کے ہیں جو دریافت نہیں ہوتا مگر احکام و آثار سے جو جاری ہوتے ہیں اس موجود سے جت مسام ہیولی سے ایسا ہیولی کہ جو اصل قابلیات سے اور وہ نور کہ جس نور نے انکو ڈھانک رکھا ہے اور ان کو مو کر لیا ہے وہ بمنزلہ اس صورت کے ہے جو سبب سے پہلے بدرک ہوتی ہے اور وہ صورت اصل فعلیات ہے پھر جاری ہوتی ہیں درگاہ عالی میں احکام و آثار جو ملاء اعلیٰ کے علوم سے متولد ہیں اور ان کی ہمتیں

وحدانی وان اختلفوا فی تفاصیلہا فتدلیٰ ہنالک فی تلک الحضرة رب العالمین فغشیہم من النور ما غشیہم واحتفت ہمہم تحت شعشان تلک الانوار حتی لا تکاد تتميز منها ولا یتمایز بینہما وان انا ضربت لہالہم تلک مثلاً فلا تعج بی الی کل غور ونجد فان الامثال لا تفسر الاشیاء الا من جهة دون جهة ہم بمنزلة الہیوہیولی الخفیة التی لا تدرك الا من احکام و آثار بتخیس من هذا الموجود من جهة مسام الہیولی التی ہی ام القابلیات والنور الغاشی لہم الماحی ایہم بمنزلة الصورة التی تدرك اول ما یدرك وہی اصل الفعلیات فتخیس فی تلک الحضرة احکام متولدة من علوم الملاء الاعلیٰ و ہمہم التفصیلیة تلطف فیہم

گیا اور اللہ نے اپنے سابقہ علم میں اس کے لئے مقرر کر دیا تھا کہ اس کو حاصل ہو وہاں فنا اور بقا اکثر اوقات موم ہو جاتا ہے وہاں تو اس کی روح اس کے جسم کی نگہبانی نہیں کرتی بلکہ وہ درگاہ فقط وہی اس کی نگہبان اور وہی مرشد اور وہی ملہم ہے اور میں طفیلی بن گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تو عطا ہوا مجھ کو اس کا ایک جام سرشار بس کیا کموں کیا تھا جو کچھ تھا الحمد للہ رب العالمین اور اس درگاہ کے نمازی ایک اور درگاہ ہے اس سے نیچے کہ وہ زردبان ملاہ ساغل کی ہے اور ان کی مجمع امر ہے اور ان کے الہام کی جائے ہے اور ان کے احکام کا محکمہ اور ان کی مناظر توجہ ہے کہ اس کی شان مشابہ نہیں اس درگاہ کی شان کے وہاں حق متصف ہے بواسطہ تدلی کے اپنے بندوں سے محبت رکھنے سے اور ان کی خوشنودی کرنے سے بعض امر نہیں اور دونوں درگاہوں کی معرفت نہایت باریک ہے اور برتر ہے اس سے کہ تمام لوگوں کی عقول وہاں پہنچ سکے واللہ الموفق۔ مشہد آخر فیض صبت

ان يحصل له ثم فناها ربما اضحل هنالك فليست روحه تسوس جسده بل الحضرة فقط فهو السانسة وهي المرشدة وهي الملهمة وتطقلت على النبي صلى الله عليه وسلم فاعطيت من ذلك كاسادهاقا وكان ما كان والحمد لله رب العالمين وفي محاذاة هذه الحضرة حضرة اخرى اسفل منها هي مرقى هم الملاء السافل ومجمع امرهم موضع الهامهم ومحكمة قضائهم ومناط توجههم ما اشبه شانها بشان هذه الحضرة المقدسة الصف الحق بواسطة تدلية هنالك بالمحبة بعباده واتباع رضاهم في بعض الامر وامثال ذلك والحضرتان جميعا معرفتهما ادق واجل من ان يعالجهما بعقول العامة واللہ الموفق مشہد آخر مما

تفصیلیہ لطیف ہو جاتی ہیں ان میں اور بلند ہو جاتی ہے ان کی صفات فرشتوں کی ہمتوں کے ساتھ پھر ان کی ہمتوں کے مساوات سے جاری ہوتا ہے حظیرہ قدس میں پھر اس سے نور چمکنے لگتا ہے اور ویسا ہی نہیں رہتا بلکہ اس کو اپنے جوہر کے قریب کر دیتا ہے بس مختلف ہوتے ہیں حالات حظیرۃ القدس کے رضامندی اور غصہ و ہنسی اور خوشی و قبض اور روگردانی اور نزول فی اوقات یا فی المواقیع اور تردد فی القضا اور لعن اقوام اور ایجاب و تحریم و نسخ و امثال ہذہ فمن شاهد ہذہ الحضرة و عرف اهتزازها و انشراحها و عزيمتها و كونها كل يوم هو في شان صارت المتشابهات عنده محكمات + ولم يبق بالاشكال اشكال ربه ومن لم يشاهد هذا لم يفتو هذا الامور الى الله يؤمن بحملتها اذا علمت هذا فتلك الحضرة قبله هم الملاء الاعلى ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقدّر الله سابق عمله

وارتقت وصفاتها مع همهم فمن مساوات همهم ينحبس في حظيرة القدس فيضربها النور ولا يتركها كما هي بل يصيرها قريبا من جوهره فتختلف حالات الحضرة المقدسة فرضا وسخط وضحك وتبشيش وقبض واعراض ونزول في اوقات او محال تردد في القضاء ولعن الاقوام وايجاب وتحریم و نسخ و امثال هذه فمن شاهد هذه الحضرة و عرف اهتزازها و انشراحها و عزيمتها و كونها كل يوم هو في شان صارت المتشابهات عنده محكمات + ولم يبق بالاشكال اشكال ربه ومن لم يشاهد هذا لم يفتو هذا الامور الى الله يؤمن بحملتها اذا علمت هذا فتلك الحضرة قبله هم الملاء الاعلى ومناط توجههم ومعقد نواصيهم فمن بلغ هذا المبلغ وقدّر الله سابق عمله

رسول اللہ علی اللہ علیہ وسلم سے مجھ پر
کھل گئے بہت عوم اللہ کی معرفت کے
پورے حال ایک انہیں سے یہ ہے کہ یہ
شخص سب آدمیوں سے ممتاز ہے اس امر
میں کہ اجزاء فلکیہ کا اس میں ظہور قوی اور
نافذہ الحکم ہے جن سے اور خدائی رنگ
اس سے قائم ہوتا ہے تاکہ کر دیوے اس
کے تمام معانی کو اس شے کے مناسب
جو جناب الہی سے قریب ہے اور ایک یہ
ہے کہ تمام معرفت کے واسطے ضرور ہے
کہ تعلقات دنیاوی اور اخروی جسمانی و
روحانی اس سے شدت سے دور ہوں اور
اس کو بیکار نہ کر دے سریان الوجود فی
الموجودات کا سر اور توجہ مبداء کے بارادہ
حبیت ان عوالم کے اور میں نے جان لیا
کہ یہ ایک معنی ہیں اس جزء کے جو مقابل
ہے زحل کے پھر جب رنگ الہی آتا ہے
تو وہ بے تعلقی محبت ذاتی ہو جاتی ہے کہ
نقطہ ذات کی طرف متوجہ ہے پس شخص
نے اس کو بے تعلقی اور خلوت کل سے
بقا باللہ ہے اور تصرف بحق خلقت میں اور
ارادہ طلوع حبیت مبداء کا کیا راہ روزن
شخص اپنے سے وہ پورا پورا نہیں ہے،

انقذ نفسي عن قبض صحبت
صلی اللہ علیہ وسلم علوم كثيرة
من حال التام معرفة باللہ منها
ان هذا الشخص ممتاز من سائر
الناس من الاجزاء الفلكية فيه
غريد الظهور نافذہ الحکم وانها
بنوم بها صبغ الہی لیجعل
صمیع معانیها مناسبہ بما یلی
جناب الحق ومنها ان تام
السعرفة لا بل ان یکون فيه نقض
التعلقات الدنیویة والاخریة
والجسمانیة والروحیة غضا طریا
لم یخلقه سر سریان الوجود فی
الموجودات وتوجه المبداء
بالارادة الحبیة الی تلك النشأت
وفطنت انه معنی من معانی
جزرة الذی یحذو حذو زحل
فلما حل به صبغ الہی صار هذا
النقض محبة ذاتیة تتوجه الی
نقطۃ الذات فمن صده عن
النقیض والتخلی عن الكل
البقاء باللہ والتصرف بالحق فی
الخلق ولطلوع الارادة المحبیة من

المبدأ من طریق کوة تشخصه
فليس بتمام انما التام من حمل
هذا النقص في وعائه غضا طريا
لم يدنس به حب مظهر ولو بالحق
بحيث يكون عنوانا للمحبة
الذاتية وجسدا لروحها وشبها
لحقيقتها وحمل حب المظاهر لا
بنفسه بل بالحق للخلق لا
بانفسهم بل بالحق في وعائه
ومنها ان كل عارف تام المعرفة
فانه لا ياخذ شيئا الا من نفسه
وانما اعداد المعدات ان ينته
هذا الفرد على جزء موجود فيه
ويكشف عليه معناه فيظهر عليه
ما لم يكن يظهر فمن استفاد من
غيره شيئا من غير هذا الوجه
فليس بتمام المعرفة ومنها ان كل
عارف تام المعرفة فانه يسخر
جميع ما سوى الله تبارك
وتعالى وما سوى اسمائه
وتدلياته اما بالقهر هذا فيما كان
ادنى حالا وانقص قوة من نشاء

پورا پورا وہ شخص ہے جس نے اس بے
تعلقی کو اپنے ظرف میں بہت مضبوطی سے
رکھا اور اس کو آلودہ نہ کیا مظهر کی حب
نے اگرچہ ساتھ حق کے ہو اس حیثیت
سے کہ عنوان ہو محبت ذاتی کا اور اس کی
حقیقت کا کالبد اور حمل کیا حب مظاهر کو
لا بنفسہ بلکہ بالحق واسطے خلقت کے نہ ان
کے نفسوں سے بلکہ بالحق ہوان کی طرف
میں اور ایک یہ ہے جو عارف کامل
معرفت ہوتا ہے وہ کسی سے کچھ نہیں
حاصل کرتا مگر اپنے نفس سے ہی اخذ کرتا
ہے اور تحقیق آمادگی معدات یہ ہے کہ وہ
فرد آگاہ ہو اس جزو سے جو اس میں موجود
ہے اور اس کے معنی اس پر کثرت
ہو جائیں پھر اس کو ظاہر ہو جائے جو ظاہر
نہ ہوا تھا تو جو شخص اپنے بے سوا کسی سے
استفادہ کرے سوا اس وجہ کے وہ کامل
معرفت ہے اور ایک یہ ہے جو عارف
کامل معرفت ہوتا ہے اس کے سب سخر
ہوتے ہیں سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اس
کے اسماء اور تدلیات کے یا تو بردستی
سے یہ اس صورت میں ہے کہ حال ادنی
اور قوت ناقص ہو عارف کے اس عالم

کے جو جامعیت کے اوپر پسنایا گیا ہے اور
 کر دیا ہے حجاب سوا معافی کے تو کبھی
 ہوتی ہے ہیئت ملکیت سے منتظر قوی
 قوی سے یا ضعیف ضعیف سے یا ضعیف
 قوی سے۔ پس مختلف ہوتی ہیں احکام و
 آثار تو انکار ہوتا ہے عوام کو جو دیکھنے
 والے ہیں طرف لباس کے نہ جامعیت
 کے اور ظاہر کے دیکھنے والے ہیں نہ معافی
 کے اور یا سخر ہوتے ہیں اس عارف کامل
 کے سب ساتھ مناسبت کے اور یہ اس
 صورت میں کہ قوی حال ہو اور قوی تاثر ہو
 اس عالم لباسیت اور حجابیت میں اور سر
 مناسبت کا بیشک ظاہر ہوتا ہے اس جزو
 سے جو عارف میں سے کہ اس مراد کے
 قائم مقام ہوتا ہے اس کی تسخیر تو درمیان
 اس عارف اور اس جزو کے رگیں ہیں
 ممتدہ اور ماساریقا اور اصل اس تسخیر کی
 جہت سے اس سر عالم مشترک سے جو اس
 میں ہے توجہ متوجہ ہوتا ہے عارف
 طرف اس جزو کے بہت توجہ سے تو
 حرکت کرتی ہے ان خیوط مسترہ سے وہ
 مراد واسطے تسخیر کے لیکن اسما اور تدلیات
 نہیں سخر ہوتی بسبب چمکنے نور ربوبیت

هذه العارف التي البست فوق
 جامعته وجعل حجاباً دون
 معانية فتارة يكون بهيمة مختلطة
 بالملكية قوية بقوة او ضعيفة
 بضعيفة وضعيفة بقوة فيختلف
 الاحكام والآثار فيورث نكرة
 عند العوام الناظرين الى اللباس
 دون الجامعة والواقفين على
 الصور دون المعاني واما
 بالمناسبة وذلك فيما كان اقوى
 حالا واتم تأثيرا من تلك النشأة
 اللباسية والحجابية وسر المناسبة
 انما ينشاء من جزء في العارف
 يقوم مقام هذا المراد تسخير
 فيبينه وبين عروق ممتدة وما سار
 يقا واصله من جهة سر تلك
 النشأة المشتركة فيها فاذا توجه
 العارف الى ذلك الجزء اشد
 توجه حرك بتلك الخيوط
 المستتره ذلك المراد تسخير
 اما الاسماء والتدليات فلا تكون
 مسخرة لشعشان نور الربوبية

کے ہاں یہاں حب ہے مقابل محبوبیت کے تو متحرک ہوتی ہے محبوبیت اور حرکت کرتی ہے اس کے مقابل حب اور متحرک ہوتی ہے تدلی اور اسم وہ دونوں جو مناسب ہیں اس حب کے پس جو شخص نہیں پہچانتا اس تسخیر مستطیر کو اور اپنے نفس میں نہیں دیکھتا وہ شخص کامل معرفت نہیں ہے اور مجھ کو دریافت ہوا کہ یہ تسخیر مستطیر معانی میں سے ہے اس جزو کے جو مقابل ہے شمس کے جس وقت رنگا جاتا ہے رنگ الہی سے ہو جاتا ہے وہ جزو تسخیر ہے جس میں یہ مستطیر اور ان میں ایک یہ ہے کہ کامل المعرفہ کی روح میں تیز نظری اور غور و عنایت ہوتی ہے ساتھ ہر شے کے طریقت اور مذہب اور سلسلہ اور نسبت اور قرابت سے اور جو اس سے قریب ہو اور اس کی طرف نسبت رکھے اور اس کامل معرفت کی اس عنایت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عنایت مختلط ہو جاتی ہے اور یہ بات اس واسطے ہے کہ اس کا نفس جب کدورات جسم سے مجرود ہو جاتا ہے اور ملاء اعلیٰ سے مل جاتا ہے اور وہاں تجلی حق کی ہوتی ہے

نعم هنالك حب بآراء محبوبية فتتحرك المحبوبة ويتحرك الحب بازايه ويتحرك التدلي والاسم الذان يناسبان هذا الحب فمن لم يعرف هذا التسخير المستطير ولم يره في نفسه فليس بتام المعرفة وفطنت ان هذا التسخير المستطير معني من معاني جزئه الذي يحذو حذو اشمس لما انصبغ بصبغ الہی صار التسخير الذي فيه هذا المستطير ومنها ان تام المعرفة لروحه تحديق وعنايته بكل شى من طريقة ومذهبه سلسله ونسبته وقرابته وكل ما يليه وينسب اليه وعنايته هذه يختلط بها عناية الحق وذلك لان نفسه اذا تجردت عن كدورات الجسد ولصقت بالملاء الاعلى وتجلى هنالك الحق وانما يكون التجلى بحسب استعداد

اور وہ حق کی بجلی کے موافق استعدا اس شخص کے ہوتی ہے جس کے واسطے بجلی کی گئی اور یہ وہی نکتہ ہے جسے ہم نے ضرب المثل میں بیولی اور صورت کیا ہے تو متلون ہو جاتا ہے نفس لون حق سے اور ہو جاتا ہے گویا ایک تدلی حق کی تدلیات میں سے جو خلقت کی طرف ہیں بسبب انصباع و امتزاج و اختلاط مذکور جس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ پس اس وقت اس کا نفس متوجہ ہوتا ہے ان امور کی طرف اور اس کی توجہ معد ہو جاتی ہے واسطے منعطف ہونے جناب اقدس کی اس کی طرف تو جب قرار پذیر ہو گیا یہ امر اس کے پہلو کی ہڈیوں میں اور اس کے شعبوں اور رگوں میں اور پٹھوں میں تو مختلط ہو جاتی ہے نظر الہی اُن سب میں تو وہ شخص اکسیر بن جاتا ہے جس سے لوگوں کو شفا ہو اور میری مراد نفس کی رگوں اور پٹھوں سے وہ شے ہے جس کی طرف نفس بے قصد کے متوجہ ہو اور بے عادت اور بلکہ غیر مستقرہ کے اور واسطے اس کامل کے اس سر کی جہت سے احکام و آثار بہت ہیں اور دریافت ہوا کہ یہ بات ہامانی میں سے

المتجلی له وهذه النکته هو الذی قصدنا له نمی ضرب المثل بالهیولی والصورة یتلون تلک النفس بلون الحق وتصیر کانها تدلی من تدلیات اللہ تعالیٰ الی خلقه لذلک الانصباع والامتزاج والاختلاط المشار الیه فعند ذلک بقع توجه نفسه الی هذه الامور معدة الانعطاف جناب القدس الیه فاذا تمکن هذا السّر فی اضلاع النفس وسعویة وشجونہ وجميع فنونه اختلط النظر الالہی بکل ذلک فصار اکسیرا یتستشفی به وانما ارید بشجون النفس وشعوبه ما یتوجّه الیه النفس من غیر جمع الہمة بعادة او ملکہ غیر مستقرہ وللمکامل من جهة هذا السّر آثار واحده کثیرة وفطنت بان هذا المعنی من معانی جزئہ الذی یحدو حدو زحل مختلطاً بالمشتري حیث

ہے اس جزو کی جو مقابل رطل منتظر یا
مشرقی کے ہے بروقت حلول کرنے
رنگ الہی کے اور ان میں سے ایک یہ
ہے کہ کامل معرفت کو وہ سب نعمتیں ملتی
ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہیں سب
آسمانوں اور سب زمینوں اور موجودات
کو اور جو ان میں ہیں ملائکہ اور اولیاء اور
پادشاہ وغیرہ ہم اور یہ امر اس واسطے ہے
کہ اس کامل معرفت میں جو اجزاء ہیں تمام
موجودات کے مقابل میں گویا کہ وہ ایک
نسخہ اجمالی ہے جامع تمام موجودات کا اور
جب اس کے ہر جزو کی تفصیل کرنا چاہیں
تو عالم میں ظاہر ہو جاوے تو جو نعمت واقع
ہوگی اس کا نخل کوئی جزو ہوگا اجزاء میں
سے اور وہی ان نعمتوں کے شکر سے
مطلوب ہے اور ہمارا کلام کچھ سرسری
مسامحت اور تبویز سے نہیں ہے بلکہ
حقیقت نفس الامری ہے۔ یہاں یہ سر
جب میسر ہوگا کہ جس وقت مجرد ہو جائے
واسطے تشخص کلی کے جو منتشر ہے جمیع
مخلوقات میں اور جب پستی میں چلا جائے
تشخصات جزئیہ کی تو یہ سر اس سے
پوشیدہ ہو جائے گا۔ مشہد آخر میں

حل به صبح الہی ومنها ان تام
المعرفة منعم بجميع النعم التي
انعم الله بها على السموات
والارضين والمواليد وكل ما في
بين ذلك من الملائكة والانبياء
والاولياء والملوك وغيرهم
وذلك ان فيه اجزاء كل منها
يحذو حذو شئ من الموجودات
فهو نسخة اجمالية جامعة لجميع
الموجودات وكل جزء منه اذا
تبعنا تفصيله انفسر بتلك
النشأة فكل ما وقع من نعمة
فانما محلها الجزء ومن الاجزاء
وهو مطلوب بشكر كل هذه
النعم وليس كلامنا من قبيل
المسامحة والتجاوز بل هو
الحقيقة التي لا يتجاوزها نفس
الامر نعم اذا تجرد للتشخص
الكلي المنبث في جميع
المخلوقات حضر هذه السر واذا
الخدر الى ما يلي التشخصات
الجزئية استتر عنه مشهد آخر

اس حدیث شریف کے معنی کا منتظر تھا اور وہ یہ ہے کہ سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم این کان ربنا قبل ان یخلق خلقه قال کان فی عمام الخ تو مجھ پر افاضہ ہوا یہ سر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نور عظیم ہے اعلیٰ بعد ہیولانی میں اور اس نے گھیر لیا ہے اس بعد کے جامع کو از روئے تدبیر کے ان خطوط شعاعی سے جو اس نور سے ممتد ہیں اس کے جمیع نواح کی طرف اور سنائی دیا کہ یہ وہی ہے جس کا اشارہ کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث شریف میں۔ قال فی عماء یہ بعد ہیولانی وہ عماء ہے اور یہ احاطہ خطوط شعاعی سے وہ قمر ہے جس کی طرف اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں اشارہ فرمایا ہے صو القاهر فوق عباده پس جس وقت یہ سر ظاہر ہوا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا اور قلب مطمئن ہو گیا گویا کچھ شبہ ہی نہ رہا اور نہ کوئی مسئلہ جس کو پوچھوں بعد اس کے میں حیر فکر میں چلا گیا تو دریافت ہوا کہ ذات الہی مقتضی اور مستلزم ہوئی ان استعدادات کی طور لی جو اس میں مندرج تھیں تو ظاہر ہوئے اُس جگہ کنارہ وجوب

كنت منتظراً لمعنى حديث سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اين كان ربنا قبل ان يخلق خلقه قال كان في عمام الخ فافيض على هذا السر فتمثل لي نور عظيم في اعالي بعد هيولاني قد احاط بسجامع هذا البعد تدبيراً بخطوط شعاعية مستدة منه الى جميع نواحيه وقيل هذا هو السشار اليه بقوله عليه السلام كان في عماء وهذا البعد الهيولاني هو العماء وهذه الاحاطة بالخطوط الشعاعية هي القهر المشار اليه بقوله تبارك وتعالى هو القاهر فوق عباده فحين ظهر هذا السر تلج قلبي كاني لا اجد شبهة ولا مسألة اسائل عنها ثم من بعد ذلك الخدرت الى حين الفكر فعضنت ان الذات الهية اقتضت واستلزمت ظهور استعدادات كانت مندرجة فيها فظهرت

ہیں از روئے ظہور عقلی کے اور ممثل ہو گئیں۔ اس ظہور سے اعیان ممکنات اور شانیں ظہور واجب کے ہر عالم میں اور اس کی تبدیلی ہر ایک برزہ میں اور اقتضا کیا ذات الہی نے اس ظہورات سے مستغنی ہونا ساتھ عدم اور مادہ اور خارج کے تو اسمین ظاہر کر دیا منظومی تھا گوشہ اعیان میں اور اسماء میں اور جو سب سے پہلے نور الہی ظاہر ہوا اس نے مجامع عدم اور مادہ کو اخذ کیا اور اس پر مسخر ہوئے اور وہ قائم مقام ذات الہی کا ہے اور وہ قدیم بالزمان ہے اس واسطے کہ زمان اور مکان اور مادہ ہمارے نزدیک ایک شے واحد ہے وہ یہ استعداد ہے جسے ہم نے عدم اور خارج کہا ہے اور اس میں ارادات متجددہ ہیں اور وہ اول شے ہے جس کی شان میں زبان شرائع ناطق ہیں اس واسطے کہ تحقیق سوال کیا گیا لفظ این سے اور اس کے جواب کی صلاحیت وہ ہی چیز رکھتی ہے جو خارج میں ظاہر ہو۔

ہنالک فی صقع الوجوب ظہورا
عقلیا وتمثلت ہنالک بھذا
الظہور اعیان المسکنات وشون
ظہور الواجب فی کل نشاء
وقدالیہ فی کل برزہ واقتضت
الذات الالہیہ باقتصافہا ہذہ
الظہورات عدمًا ومادۃً وخارجًا
فاظہر فیہ ما کان منظومًا فی
کورة الاعیان والاسماء واول ما
ظہر ہنالک نور الہی اخذ
بسجامع العدم والمادۃ وتسלט
علیہ وهو قائم مقام الذات
الالہیہ وهو قدیم بالزمان لان
الزمان والملکان والمادۃ عندنا
شیء واحد هو هذا الاستعداد
الذی سمیناہ بالعدم والخارج
وفیہ الارادات المتجددة وهو اول
شیء نطق بشانہ السنۃ الشرائع
وذلك لانہ انما سئل عن این
ولم یکن حینئذ یصلح الجواب
الا ما ظہر فی الخارج.